بنو ہاشم اور بنو امیہ میں ازدواجی تعلقات

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی، استاذ شعبہ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

(۲)

خاندان بنو ہاشم اور بنو امیہ چونکہ کافی پھیل گئے تھے بلکہ کہنا چاہیے کہ دونوں بجائے خود قبیلے بن گئے تھے اور دونوں میں متعدد شاخیں ہو گئی تھیں اور وہ بھی کافی پھیل کر خاندان کی حیثیت اختیار کر گئی تھیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بنو ہاشم کے الگ الگ خاندانوں اور خانوادوں سے اموی گھرانوں کے ازدواجی روابط ذکر کیا جائے۔ اس طرح دونوں قریشی خاندانوں کے درمیان معاشرتی تعلقات کو سمجھنے اور ان کا تجزیہ کرنے اور ان سے نتائج نکالنے میں آسانی رہے گی، ابتدا میں اموی اور ہاشمی گھرانوں کی تفصیل ضروری معلوم ہوتی ہے خاندان بنو ہاشم میں اس وقت تک کئی گھرانے ابھر کر آچکے تھے۔ ان میں سے سب سے اہم حضرت علیؓ کا گھرانا تھا جو بجائے خود پانچ خانوادوں پر مشتمل تھا۔ ان میں کے دو گھرانے حسنی اور حسینی تھے جو حضرت حسن بن علیؓ اور حضرت حسین بن علیؓ سے بالترتیب چلے تھے ان دونوں کو بقیہ دوسرے علوی گھرانوں پر اس بنا پر فضیلت حاصل تھی کہ اول الذکر دونوں کا نسبی تعلق حضرت فاطمہؓ کے ذریعہ رسول کریمؐ کے خاندان سے تھا بقیہ تین گھرانے جیسا کہ اوپر کہیں کہہ چکا ہوں حضرت علیؓ کے دوسرے تین فرزندوں محمد بن الحنفیہ، عباس بن الکلابیہ اور عمر بن التغلبیہ سے چلے تھے، ان کے علاوہ ایک اہم ہاشمی خانوادہ عباسی تھا جو حضرت عباس بن عبد المطلب کی نسل میں تھا ایک اور ہاشمی نسبتاً گمنام گھرانا حارثی تھا جو

عبدالمطلب بن ہاشم کے بڑے صاحبزادے حضرت حارث بن عبدالمطلب کی اولاد پر مشتمل تھا اس کے ساتھ دو ہاشمی گھرانے اور تھے جو بالترتیب حضرت عقیل بن ابی طالب اور حضرت جعفر بن ابی طالب کے گھرانے تھے اور اسی لئے ہم ان کو عقیلی اور جعفری خانوادہ کہیں گے یہ دونوں خانوادے جیسا کہ انکے نام سے ظاہر ہے حضرت علیؓ کے خاندان سے بہت قریب سے وابستہ تھے اسی طرح اموی خاندان جو بنو عبدشمس کے وسیع نام سے زیادہ مشہور ہونا چاہیئے، متعدد گھرانوں پر مشتمل تھا ان میں سے امیہ اکبر کا خاندان بہت بڑا معاشرتی سماجی، اور اقتصادی لحاظ سے سب سے اہم تھا جس کی متعدد شاخیں بجائے خود خاندان تھیں۔ امیہ اکبر کی اہم شاخیں تھیں (۱) بنو ابی العاص بن امیہ (جو دراصل حضرت عثمان بن عفانؓ خلیفہ سوم کا خاندان تھا) (۲) بنو حرب بن امیہ (جو حضرت معاویہؓ کا خاندان تھا) اور ان کے بھائیوں عتبہ بن ابی سفیان عتیبہ بن ابی سفیان کا خاندان تھا اس کے علاوہ اور بھی کئی گھرانے اس میں شامل تھے (۳) بنو ابی عمرو بن امیہ (جو عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کا خاندان تھا) پھر بنو حبیب بن عبدشمس کا خاندان تھا جس میں بنو سمرہ بن حبیب، بنو ربیعہ بن حبیب اور کریز بن حبیب شامل تھے۔ بنو امیہ کا تیسرا اہم خاندان بنو امیہ اصغر کہلاتا تھا جو نسبتاً چھوٹا تھا پھر عبدشمس کے بیٹوں کے متعدد خاندان تھے، جیسے بنو عبد امیہ بن عبدشمس، بنو نوفل بن عبدشمس، بنو ربیعہ بن عبدشمس اور بنو عبدالعزیٰ بن عبدشمس ان میں سے بنو ربیعہ کا خاندان بڑا اہم تھا، اور یہی عتبہ اور شیبہ کا گھرانا تھا۔ بنو عبدالعزیٰ کا گھرانا دراصل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے داماد حضرت ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزیٰ بن عبدشمس کا گھرانا تھا۔ انہیں کا عم زاد مشہور مروانی خلفاء کا گھرانا بنو الحکم بن ابی العاص تھا جو سیاسی طاقت، دولت وثروت، اور دنیاوی جاہ وحشمت کے لحاظ سے سب میں ممتاز تھا۔ ان کے علاوہ بنو عاص بن امیہ کا گھرانا تھا ــــــ جس میں سعید بن العاص ابواحیحہ کا خانوادہ اپنی گوناگوں صفات کے لئے بڑا بلند درجہ رکھتا تھا، ایک اموی گھرانا بنو ابی العیص بن امیہ کے نام سے مشہور تھا جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور گورنر مکہ حضرت عتاب بن اسید متعلق تھے اگرچہ اوپر مذکورہ چند اموی گھرانے اصطلاحاً کسی امیہ کے نسل سے نہ تھے تاہم ان کی شہرت عام اموی گھرانوں کی حیثیت سے ہے، اسی لئے ان کو بھی اسی میں شمار کر لیا گیا ہے۔ مختصراً بنو عبدشمس سب کے سب

بنو امیہ یا اموی سمجھے جاتے ہیں[1] - خاندان بنی ہاشم و بنی امیہ کی یہ مختصر آزمائش تفصیل ہمارے آئندہ مطالعہ میں معاون ہوگی۔

حالانکہ حضرت علیؓ کے خانوادہ کو بوجوہ معلوم دوسرے ہاشمی گھرانوں پر یک گونہ فضیلت حاصل ہے اور اس کا تقاضا ہے کہ علوی خانوادوں سے بنو امیہ کے ازدواجی تعلقات کا ذکر پہلے کیا جائے، لیکن تاریخی ترتیب کا تقاضا ہے کہ بنو ہاشم کے حارثی خانوادہ سے امویوں کے رشتۂ مصاہرت کا ذکر پہلے ہو ——— روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد بنی امیہ میں دونوں عم زاد قریشی خاندانوں میں رشتۂ ازدواج کا آغاز بنو حارث بن عبد المطلب ہاشمی سے کچھ ڈرامائی انداز سے شروع ہوا۔ یہ امر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ اس عہد میں بنو امیہ کی ایک دختر بنو ہاشم میں بیاہی گئی وہ دختر تھیں حضرت امامہ بنت ابی العاص اموی جو حضرت علی کی بیوہ تھیں۔ روایات کا اس پر اصرار ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے بعد حضرت امامہ کی شادی کے سلسلے میں وصیت کی تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ ان کی شادی کسی طور حضرت معاویہؓ سے نہ ہونے پائے کیونکہ ان کو خدشہ تھا کہ حضرت معاویہؓ حضرت علیؓ کے بعد بعض مخصوص اسباب سے حضرت امامہ سے شادی کی کوشش کریں گے[2]، بہر حال! روایات کے مطابق حضرت

---

[1] بنو ہاشم اور بنو امیہ کے گھرانوں کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو: زبیری ص ۱۹۶ اور جمہرہ ص ۱۰۶-۱۳ -

[2] زبیری ص ۸۶ کے بیان و لہجہ سے واضح ہوتا ہے کہ ان کو راویوں کے اس ٹکڑے پر بھروسہ نہیں کہ حضرت علیؓ نے وقت مرگ حضرت امامہ کو کوئی وصیت کی تھی عرب مؤرخین و مصنفین عموماً اس روایت (جس کو وہ کمزور سمجھتے ہیں یا جس سے ان کو اتفاق نہیں ہوتا لفظ زَعَمَ (اس کا خیال ہے) اور زَعَمُوا (ان کا خیال ہے) سے بیان کرتے ہیں زبیری نے اس ٹکڑے کو اسی انداز سے بیان کیا ہے۔ اس کی تائید بلاذری اول ص ۴۰۰ سے بھی ہوتی ہے جس میں بلاذری میں روایت کا آغاز لفظ یُقَالُ (کہا جاتا ہے) سے کیا ہے اور پھر بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ کے دل میں خوف تھا کہ کہیں، بقیہ ص آئندہ پر

علیؓ کا خدشہ درست ثابت ہوا اور حضرت معاویہؓ نے اپنے گورنر مدینہ حضرت مروان بن حکم کو حکم بھیجا کہ ان کے لئے حضرت امامہ کو پیغام دیں[1] مروان نے حکم کی تعمیل کی حضرت امامہ نے مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے حسب وصیت حضرت علی مشورہ کیا[2]۔ ابن سعد کی روایت کے مطابق حضرت مغیرہ ہاشمی نے حضرت معاویہؓ کو خاندان کا دشمن وقاتل وغیرہ کہا اور حضرت امامہ کو برا بھلا کہا اور پھر خود ان سے اپنی شادی کا پیغام دیا اور نکاح کر لیا[3]۔ دوسری روایات میں ہے کہ حضرت مغیرہ نے حضرت معاویہ کا پیغام ملنے کے بعد حضرت امامہ سے وعدہ لے لیا کہ وہ ان کا فیصلہ قبول کریں گی حضرت امامہ نے ہامی بھر لی تو مغیرہ نے ان سے چار سو دینار مہر پر خود شادی کر لی[4] اس ساری تفصیل سے تاثر یہ ہوتا ہے کہ حضرت امامہ نسباً ہاشمی ہوں گی

بقیہ گذشتہ کا، معاویہؓ امامہ سے شادی نہ کر لیں اس لئے انہوں نے امامہ کو وصیت کی تھی کہ وہ اگر دوسری شادی کرنا چاہیں تو مغیرہ بن حارث ہاشمی سے کر لیں لیکن بعض دوسری روایات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے امامہ کو مغیرہ سے شادی کا مشورہ نہیں دیا تھا بلکہ شادی کس شخص سے کریں اس مسئلہ میں مغیرہ سے مشورہ کرنے کی وصیت کی تھی دراصل ان روایات میں کافی الجھن ہے تاہم ان کی صحت میں شبہ کرنا بھی بڑا مشکل کام ہے البتہ یہ ضرور واضح ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت امامہ کو یہ وصیت ضرور کی تھی کہ وہ حضرت مغیرہؓ سے اہم معاملات میں مشورہ ضرور کر لیں آئندہ حوالہ جات میں اور تشریح ملے گی۔

[1] بلاذری اول ص ۴۰۰ کے مطابق حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت امامہ اپنے چچا عبدالرحمٰن بن محزمہ بن حارث بن ربیعہ کے ساتھ مدینہ آ گئی تھیں۔

[2] زبیری ص ۸۶ بلاذری اول ص ۴۰۰ وغیرہ ، [3] ابن سعد ہشتم ص ۴۰ ، ۳۹ ، [4] بلاذری اول ص ۴۰۰ ، زبیری ص ۸۷ ، بلاذری کا بیان ہے کہ جب مروان بن حکم نے حضرت معاویہ کو سارا حال لکھ بھیجا تو انہوں نے جواب میں لکھا وہ (امامہ) اپنی آپ مختار ہیں۔ بقیہ ص آئندہ پر

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اصلاً ونسباً وہ اموی تھیں۔ جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے غالباً یہ شادی ۶۰ھ کے آغاز یا ۶۰ھ کے اواخر میں ہوئی ہوگی بلاذری کے مطابق حضرت امامہ اموی حضرت مغیرہ ہاشمی کے ساتھ کم و بیش بیس سال اوپر رہیں۔[۱] گویا کہ اس اموی اور ہاشمی جوڑے کا رشتۂ ازدواج ساتویں صدی عیسوی کی آٹھویں دہائی کے وسط تک قائم رہا سماجی اعتبار سے حضرت امامہ بنت ابی العاص اموی کی شادی کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ وہ اپنے دو ہاشمی شوہروں ــ حضرت علی اور حضرت مغیرہ بن نوفل ــ کے ساتھ کم و بیش پچیس سال رہیں جو کہ ایک قرن سے کم نہیں۔

بلاذری کی ایک روایت ہے کہ زیاد بن ابی سفیان اموی (جو زیاد بن امیہ کے نام سے زیادہ معروف ہیں) کی بیٹی جویریہ بنو ہاشم کے حارثی خانوادہ کے ایک فرد عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب سے کسی وقت ہوئی تھی۔[۲] غالباً یہ شادی خلافت معاویہ کا واقعہ ہے

بقیہ صفحہ گذشتہ۔ ان کو ان کی پسند پر چھوڑ دو، اس کے بعد انہوں نے حضرت مغیرہؓ اور حضرت امامہؓ کو صفراء میں جگہ (زمین) دی۔ مغیرہ کے اس رشتہ سے ایک صاحبزادے یحییٰ پیدا ہوئے جن کے نام پر ان کی کنیت ابو یحییٰ تھی مغیرہ اور امامہ نے یہیں وفات پائی اور مدفون ہوئے۔ حضرت مغیرہ کے بارے میں ایک دلچسپ حقیقت یہ ہے کہ وہ حضرت علیؓ کے مدائن کے سفر کے زمانے میں کوفہ میں ان کے جانشین (خلیفہ) رہے تھے۔

[۱] بلاذری اول ص ۴۰۰ [۲] انساب الاشراف ج چہارم ب ص ۷۵، مورخین عام طور سے زیاد بن ابی سفیان کے اس اموی نسب کو استلحاقی مانتے ہیں۔ لیکن بعض شواہد جن کا ذکر میں کبھی پھر کروں گا اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ خلافت راشدہ کے زمانے میں یہ نسب کسی اور نے نہیں خود حضرت علیؓ نے تسلیم کر لیا تھا بہرحال یہ ایک مختلف فیہ معاملہ ہے جس کے دونوں پہلو ہو سکتے ہیں۔ خاکسار نے اپنے صلح جویانہ مزاج کے مطابق اس کے روشن پہلو کو تسلیم کیا ہے۔

اس سے زیادہ اس بارے میں اور تفصیلات نہیں مل سکیں۔ اسی حارثی خانوادہ کی ایک دختر ام کلثوم بنت محمد بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ہاشمی جو عبدالرحمٰن حارثی ہاشمی کی بنت عم تھیں بنو امیہ کے خاندان بنو ابی العاص کے ایک فرد یحییٰ بن حکم بن ابی العاص اموی سے جو اموی خلیفہ مروان بن حکم کے بھائی اور عبدالملک بن مروان اموی کے چچا تھے منسوب ہوئی تھیں جن سے دو بیٹے مروان اور یوسف پیدا ہوئے تھے اور ان کی نسلیں چلی تھیں[1]۔ یحییٰ بن حکم عبدالملک بن مروان کے بزرگ معاصر تھے اور غالباً یہ شادی حضرت معاویہ ہی کے عہد خلافت میں ہوئی ہوگی۔ لیکن قطعی تاریخوں کے مذکور نہ ہونے کی صورت میں کوئی حتمی بات کہنا مشکل ہے۔

حضرت علیؓ کے خانوادہ (ابوطالب اور حضرت علی کی اولاد) کے بارے میں ابن حزم اندلسی کا یہ بیان حقیقت پر مبنی ہے کہ ان کے بیشتر افراد کی شادیاں ان کے چچازاد بھائیوں یعنی بنو جعفر بن ابی طالب اور بنو عقیل بن ابی طالب سے ہوئیں خاص کر ان کی دختروں کی شادیاں مگر مؤخرالذکر میں سے کچھ بنو امیہ کے مروانی خاندان میں بھی منسوب ہوئیں[2]۔ ابن سعد کے بقول حضرت علیؓ کی اپنی صاحبزادیوں کی تعداد انیس ۱۹ تھی جو مختلف بطنوں سے تھیں[3]۔ زبیری نے حضرت علیؓ کی جن سولہ ۱۶ دختران گرامی کے نام گنائے ہیں۔ ان میں سے صرف بارہ کی شادی کا ذکر کیا ہے آٹھ دختران علیؓ کی کوئی نہ کوئی شادی حضرت عقیل ہاشمی کے خاندان میں ہوئی تھی جبکہ دو صاحبزادیاں حضرت حارث بن عبدالمطلب ہاشمی کے خاندان میں بیاہی ہوئی تھیں[4]۔ لیکن ہمارے موضوع کے اعتبار

۱؎ زبیری ص ۱۷۱، ۲؎ جمہرہ ص ۳۳، ۳؎ ابن سعد سوم ص ۲۰ زبیری ص ۴۱، ۴۴ نے صرف سولہ ۱۶ صاحبزادیوں کا ذکر کیا ہے۔ ۴؎ زبیری ص ۴۶، ۴۴ ابن حزم جمہرہ ص ۳۳ نے صرف دو صاحبزادیوں حضرت زینب بنت علیؓ اور حضرت ام کلثوم بنت علیؓ (جو حضرت فاطمہ بنت رسول کریمؐ کے بطن سے تھیں) کی شادیوں کا ذکر کیا اور باقی صاحبزادیوں کے نام بھی نہیں گنائے ہیں۔

سے ان تین شادیوں کی اہمیت ہے جو بنو امیہ ایک خاندان سے ہوئی تھیں۔ حضرت علیؑ کی ایک صاحبزادی رملہ بنت علی پہلے حضرت عبداللہ بن ابی سفیان بن حارث بن عبدالمطلب ہاشمی سے جن کا لقب ابوالہیاج تھا منسوب تھیں ان سے ان کی اولاد بھی ہوئی لیکن آگے نسل نہیں چل سکی پھر رملہ بنت علی ہاشمی کی دوسری شادی مروانی خانوادہ کے ایک ممتاز فرد معاویہ بن مروان بن حکم بن عاص اموی سے ہوئی [1] غالباً یہ رشتہ ۴۵ھ / ۶۶۵-۶۶ء میں حضرت معاویہ کے آغاز خلافت میں ہوا ہوگا۔ اس رشتہ سے بقول ابن حزم ان کے چھ بیٹے پیدا ہوئے [2][3]۔ زبیری ان کا ذکر نہیں کرتے اور ابن حزم ان کی ماں کا نام نہیں بتاتے رملہ کے علاوہ حضرت علی کی ایک اور بیٹی خدیجہ اپنے چچا زاد بھائی عبدالرحمٰن بن عقیل کو بیاہی تھیں جن سے دو بیٹے سعید اور عقیل پیدا ہوئے پھر خدیجہ کی دوسری شادی بنو امیہ کے خاندان بنی حبیب بن عبد شمس کے اہم شخص ابوالسنابل عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس [4] سے ہوئی۔ جن سے ابن حزم کے بیان کے مطابق ان کی نسل کافی چلی اور بصرہ میں ان کو ثروت و وجاہت حاصل ہوئی [5]۔ غالباً یہ رشتہ بھی حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت معاویہ کے دور خلافت کے ابتدائی برسوں میں ہوا ہوگا۔ اس عہد کی تاریخی سیاسی آویزش کے پس منظر میں یہ حقیقت بہت اہم معلوم ہوتی ہے کہ حضرت علی کی اپنی دو صاحبزادیوں نے اپنے سیاسی حریفوں کے خاندان کے افراد سے شادی کی تھی۔ پہلی بنت علی ــ رملہ ــ نے پہلے مروانی خلیفہ مروان بن حکم اموی کے بیٹے معاویہ سے جو مشہور مروانی خلیفہ عبدالملک بن مروان کا بھائی تھا شادی کی تھی اور دوسری صاحبزادی ــ خدیجہ ــ ابی عبداللہ بن عامر بن کریز اموی کے بیٹے سے منسوب ہوئی تھیں۔ جو حضرت عثمان اور حضرت معاویہ کے دوران خلافت بصرہ کے گورنر (والی) تھے اور جن کی

---

۱ زبیری ص ۵۴، ۲ جمہرہ ص ۸۰، ۳ زبیری ص ۶۴، ۵۴، جمہرہ ص ۶۸،

۴ جمہرہ ص ۸۶ نیز ملاحظہ ہو سدوسی ص ۳۸،

۵ زبیری ص ۱۶۰، جمہرہ ص ۶۸،

تمام انتظامی، حربی اور اخلاقی صلاحیتوں و اوصاف کے باوجود اب تک ان کو برابر مطعون ک
رہا ہے۔ ابوالسنابل عبدالرحمٰن اموی کے بارے میں یہ امر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ان کی بی
یعنی کریز بن ربیعہ اموی کی بیوی عبدالمطلب بن ہاشم کی دختر نیک اختر ام حکیم ہاشمی تھیں
لحاظ سے ابوالسنابل کی رگوں میں ہاشمی خون بھی تھا اور وہ رسول کریمؐ اور حضرت علی وغیرہ ہا
بزرگوں کے نواسے بھی لگتے تھے۔ لیکن غالباً بنات علی میں سب سے اہم رشتہ حضرت علی کی ایک
گمنام صاحبزادی کا تھا طبری کا بیان ہے کہ ایک بنت علی مشہور اموی خلیفہ عبدالملک بن مر
دعہد خلافت ۶۵ھ ۶۸۵ء تا ۸۶ھ ۷۰۵ء کسی وقت ہوا تھا۔ طبری کے بیان سے ایسا ظاہ

لہ ملاحظہ فرمایئے۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، خلافت و ملوکیت دہلی ۱۹۶۵ء ص ۱۰۷ اور غیرہ، م
مرحوم کا یہ نقطہ نظر کہ دور عثمانی میں نوجوانوں کو بزرگ صحابہ کے مقابلہ میں عہدے دینا حض
عثمان رضی اللہ عنہ کی وہ پالیسی تھی جو حضرات شیخین کی پالیسی سے مختلف تھی اور جو بالآخر خلا
کو ملوکیت میں بدلنے کا پہلا مرحلہ ثابت ہوئی محل نظر ہی نہیں غلط محض ہے۔ نوجوانوں کو من
حکومت پر فائز کرنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پالیسی رہی تھی جو حضرات شیخین کے مبارک
سے ہوتی ہوئی حضرت عثمانؓ تک پہونچی، اور حضرت عثمانؓ نے اس پر عمل کیا۔ تفصیل آئ
کبھی۔ نیز ملاحظہ ہو سندوی ص ۳۸۔

ٹہ ملاحظہ ہو ابن سعد پنجم ص ۴۴، مؤرخین عام طور سے اس حقیقت پر بہت زور دیتے ہیں کہ
بن عامر حضرت عثمان بن عفانؓ اموی کے ماں جائے تھے، لیکن بعینہ یہی رشتہ حضرت عثمان ا
عبداللہ بن عامر کا عبدالمطلب بن ہاشم سے لگتا تھا مگر اس کا کوئی حوالہ تک نہیں دیتا ملاحظ
خلافت و ملوکیت ص ۱۰۷۔ ۱۱۰ جس میں سارا زور اسی پر صرف کیا گیا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے بعض
ان کے رشتہ دار تھے جن کو رشتہ دار بتایا جاتا ہے وہ اسی طرح کے رشتہ دار تھے یعنی ننہالی، شاذ
عبداللہ بن سعد بن ابی سرح عامری تھے یعنی بنو عامر بن لوی کے خاندان سے۔ ان کا حضرت
صرف یہ رشتہ تھا کہ وہ ان کے رضاعی بھائی تھے۔ ملاحظہ ہو زبیری ص ۳۳۴،

ا اگرچہ یہ رشتہ کافی دنوں قائم رہا مگر ان کے بطن سے عبدالملک کوئی اولاد نہیں ہوئی[1] ابن اثیر ہر اس روایت کو قبول کرنے میں متامل معلوم ہوتے ہیں لیکن اس کی تردید میں کوئی وجہ ذکر کرتے ہیں۔ جس سے طبری کی روایت کو صحیح نہ سمجھنے کی کوئی وجہ یا جواز نہیں نظر آتا[2]۔ بہر کیف ب مسلمہ تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت علی کی اپنی اولاد میں یعنی پہلی پیڑھی ہی میں بنات علی یہ کے خاندانوں میں منسوب ہوئیں۔ اگر تیسرے رشتہ کو مختلف فیہ مان کر چھوڑ بھی دیں یقت باقی رہتی ہے کہ کم از کم دو دختران علی نے اپنی مرضی سے حکمران خاندان اموی کے سر ردہ اشخاص سے رشتہ جوڑا تھا اور یہی کچھ کم نہیں ہے اگر تیسرا رشتہ بھی واقعی مان لیا جائے ں کی اہمیت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

حضرت علی کی اپنی نسل میں ان کے پانچ فرزندان گرامی سے ہاشمی خاندان چلا جن کے نام اوپر مذکور ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ہم اپنی آسانی کے لئے اور تاریخی تقاضوں کے مطابق حضرت ن علی کے خاندان (حسنی خانوادہ) کو لیں گے کیونکہ وہ حضرت علیؓ کے فرزند اکبر ہی نہیں۔ ان شین اول بھی تھے۔ زبیری کے بیان کے مطابق ان کے سات فرزند اور پانچ صاحبزادیاں تھیں ف بطون سے تھے[3]۔ ابن حزم نے بارہ صاحبزادوں کے نام گنائے ہیں۔ اور صاحبزادیوں میں کا نام ذکر نہیں کیا ہے[4]۔ بہر کیف حضرت حسن کی اولادوں میں سے متعدد کی نسل چلی اور ان ئی افراد کی شادی بنو امیہ میں ہوئی اگرچہ خود حضرت حسن کی دختروں یا فرزندوں میں سے اموی خاندان سے منسوب نہ تھا تاہم ان کی اگلی پیڑھی میں کئی افراد نے امویوں سے

ری، ششم ص ۲۴،

کامل چہارم ص ۵۱۹،

یری ص ۵۱۔ ۴۶ نے صرف اتنے ہی نام گنائے ہیں تعداد کا ذکر نہیں کیا ہے

ہ ص ۴۳۔۳۳،

رشتۂ ازدواج جوڑا تھا ان میں سے ایک حضرت حسن بن علی کی پوتی اُم القاسم بنت حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب ہاشمی حضرت عثمان بن عفان اموی خلیفۂ سوم کے پوتے مروان بن ابان بن عثمان بن عفان سے منسوب ہوئی تھیں[1] جن سے ان کے ایک صاحبزادے محمد بن مروان اموی پیدا ہوئے تھے[2]

حضرت حسن بن علی ہاشمی کی دو اور پوتیوں کے بارے میں ماہرین انساب کا بیان ہے کہ وہ اموی خانوادہ میں بیاہی گئی تھیں ان میں سے ایک حضرت حسن بن علی کے صاحبزادے حسن ہاشمی کی بیٹی زینب تھیں جو ابن سعد، زبیری اور ابن حزم کے بقول اموی خلیفہ وقت ولید بن عبدالملک (عہدِ خلافت ٨٦ھ/٧٠٥ء تا ٩٦ھ/٧١٥ء) کے نکاح میں رہی تھیں۔ اور کچھ مدت کے بعد ان کی طلاق ہو گئی تھی[3]۔ غالباً جس کے فوراً بعد ابن حزم کے بیان کے مطابق انہیں زینب بنت حسن ہاشمی نے معاویہ بن مروان اموی سے جو ان کے پہلے شوہر کے چچا تھے شادی کر لی تھی معاویہ کے ان سے اور کئی اولادوں کے علاوہ ایک فرزند ولید بن معاویہ پیدا ہوئے تھے۔ جو آخری اموی خلیفہ مروان بن محمد ثانی کے داماد اور اس کے آخری عہد میں دمشق کے والی تھے

١؎ زبیری ص ٥٣، کتاب المحبر ص ٤٣٩، جمہرہ ص ٣٧، غالباً یہ رشتہ حضرت معاویہ کی خلافت کے آخر زمانہ میں ہوا ہوگا۔

٢؎ جمہرہ ص ٨٧، کتاب المحبر ص ٤٣٩ نے اس کی کسی اولاد کا ذکر نہیں کیا ہے جمہرہ میں ابن حزم کا مزید بیان ہے کہ مروان بن ابان بن عثمان بن عفان اموی کی موت کے بعد ان کی شادی ان کے چچازاد بھائی علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہاشمی سے ہو گئی تھی جبکہ زبیری ص ٥٣ کا بیان ہے کہ مروان کی موت کے بعد وہ حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب ہاشمی کے نکاح میں آئی تھیں اور پھر انہیں کے پاس فوت ہوئیں ان سے البتہ ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ ٣؎ ابن سعد پنجم ٣١٩، زبیری ص ٥٢، جمہرہ ص ٣٦،

اندر ابی فطرس کے المیہ میں دوسرے بنو امیہ کے ساتھ عباسیوں کے ہاتھ قتل ہوئے تھے،
اس طرح یہ ثابت ہوتا ہے کہ زینب ہاشمی کی دو شادیاں بنو امیہ میں ہوئی تھیں[1] حسنی خواتین اور
خصوصاً حضرت حسن کی مذکورہ بالا پوتیوں کے علاوہ ان کے ایک پوتے ابراہیم بن عبداللہ بن
حسن بن علی ہاشمی نے حضرت عثمان بن عفان کی سگڑ پوتی رقیہ صغریٰ بنت محمد دیباج الاصغر
بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان اموی سے شادی کی تھی غالباً یہ رشتہ بنو امیہ کے آخری
دور خلافت میں ہوا ہوگا کیونکہ عہد عباسی کے آغاز اور عہد منصور میں دیباج اموی کو حسنی ہاشمی
خالزادہ سے تعلق خاطر رکھنے کی وجہ سے کوڑے اور قید کی سزا بھگتنی پڑی تھی، اور آخر کار محمد بن ابراہیم
جو نفس زکیہ کے نام سے مشہور تھے ان کے خروج کے زمانے میں دیباج کو موت کے گھاٹ بھی اسی
رشتہ کی بناء پر اترنا پڑا تھا ایک دلچسپ حقیقت یہ ہے کہ محمد دیباج اموی اور عبداللہ
بن حسن ہاشمی ماں جائے تھے کیونکہ دونوں کی ماں حضرت فاطمہ بنت حسین تھیں جن کا ذکر آگے
آئے گا رقیہ صغریٰ اموی ابراہیم بن عبداللہ حسنی کے بعد ایک اور ہاشمی فرد جن کا تعلق عباسی
خاندان سے تھا نکاح میں آئی تھیں اور جس کا ذکر آگے کیا جائے گا۔

مؤرخین کا اس پر تقریباً اتفاق ہے کہ حضرت حسن بن علی بن ابی طالب ہاشمی کی ایک اور پوتی
نفیسہ بنت زید بن حسن کی شادی ان کے والد محترم زید ہاشمی حسنی نے مشہور اموی خلیفہ ولید بن
عبدالملک بن مروان سے اسکے عہد خلافت کے دوران کی تھی[2]۔ زبیری کا بیان ہے کہ ان کی جلد ہی
طلاق ہو گئی تھی جبکہ ابن سعد کا یقین ہے کہ وہ تاحیات ولید اموی کے نکاح میں رہی تھیں،
اور سہاگن فوت ہوئیں تھیں[3]۔ ابن عساکر نے اس شادی کی کہانی بڑے دلچسپ انداز میں سنائی ہے

---

[1] جمہرہ، ص، ۱۰۰، ۸۰ [2] بلاذری پنجم ص، ۱۱۱، طبری اردو ترجمہ کراچی ۱۹۶۷ء ہفتم ص، ۱۷۰ اور ۱۷۳ اور ۹، ۱۷۸، جمہرہ ص، ۷۲، [3] زبیری ص ۴۳،
[4] ابن سعد پنجم ص ۳۱۸، کا یہ بھی بیان ہے کہ ان کی ماں کا نام لبابہ بنت عبداللہ بن عباس ہاشمی تھا۔

جس سے اس زمانے کی معاشرتی زندگی کے علاوہ بنو امیہ اور بنو ہاشم کے سماجی اور سیاسی روابط نیز خود بنو ہاشم کے اپنے اندرونی خلفشار اور اختلافات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ ابن عساکر کی کہانی کا خلاصہ یہ ہے کہ ولید بن عبدالملک کے دور خلافت میں زید بن حسن بن علی کا اپنے چچا زاد بھائی ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن الحنفیہ سے حضرت علی کے ایک صدقہ (وقف آراضی) کی تولیت کے بارے میں جھگڑا ہوا۔ جب نزاع نے طول کھینچا تو زید بن حسن ہاشمی یہ قضیہ لے کر دمشق کو خلیفہ وقت کے پاس پہونچ گئے، مگر قضیہ سنانے کے بجائے ابو ہاشم عبداللہ کے خلاف ولید کو بدگمان کرنے کی غرض سے یہ کہا کہ وہ عراق کے شیعوں سے ساز باز کر کے خلافت چھیننا چاہتے ہیں۔ زید نے مزید رشتہ مستحکم کرنے کی خاطر اپنی بیٹی کی شادی ولید سے کر دی۔ ولید نے ابو ہاشم کو دمشق بلا کر قید کر دیا مگر بعد میں حضرت علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہاشمی کی سفارش پر چھوڑ دیا۔ بہرحال نفیسہ ولید کے نکاح میں رہیں[1]۔ اگرچہ ان سے نسل چلنے کا ثبوت نہیں ملتا ہے۔

زبیری نے حضرت حسن بن علی بن ابی طالب ہاشمی کی ایک پڑپوتی فاطمہ بنت محمد بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کی شادی کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ وہ عبدالملک بن مروان خلیفہ اموی کے ایک نسبتاً غیر معروف بیٹے ابوبکر سے ہوئی تھی[2]۔ ابن حزم اندلسی کا بیان ہے کہ حضرت حسن کی دو اور پوتیاں خدیجہ بنت حسین بن حسن بن علی بن ابی طالب ہاشمی اور حمّادہ بنت حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب ہاشمی یکے بعد دیگرے اسماعیل بن عبدالملک بن حارث بن حکم بن ابی العاص بن امیہ اموی سے منسوب ہوئی تھیں[3]۔ جمہرہ کے بیان کے مطابق حمّادہ نے خدیجہ کے بعد اسماعیل سے شادی کی تھی لیکن یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ خدیجہ نے طلاق لے لی تھی یا وفات پا گئی تھیں اغلب یہ ہے کہ وفات پا گئی ہونگی۔ خدیجہ کے بطن سے اسماعیل اموی کے چار فرزند۔ محمد الاکبر،

---

[1] ابن عساکر، التاریخ الکبیر، تہذیب ابن عساکر مرتبہ شیخ عبدالقادر آفندی بدران، شام ۱۳۲۹ھ پنجم، ۶۱، ۶۲ [2] زبیری ص ۵۳، [3] جمہرہ ص ۱۰۰۔

حسین اسحاق اور مسلمہ پیدا ہوئے تھے اور حمادہ سے تین بیٹے محمد الاصغر ولید اور یزید۔[1] زبیری کا ایک اور بیان ہے کہ حضرت حسن کی ایک اور پڑپوتی ام کلثوم بنت حسین بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب ہاشمی حسنی ان ہی اسماعیل بن عبدالملک بن حارث بن حکم بن ابی العاص اموی سے منسوب تھیں۔ جن سے بیٹے مسلمہ، اسحاق، مروان، حسین، اور محمد پانچ بیٹے پیدا ہوئے، لیکن غالباً ام کلثوم کا اصل نام خدیجہ تھا کیونکہ ان کے بیٹوں کے نام یکساں ہیں۔ البتہ زبیری پانچویں بیٹے مروان کا اضافہ کرتے ہیں۔[2] اس طرح تاریخ کے آئینہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ خاندان حسنی نے بنو امیہ کے مختلف خانوادوں سے ازدواجی روابط قائم کئے تھے۔ اور یہ روابط ایک طرفہ نہیں دو طرفہ تھے۔ یعنی حسنی دختران گرامی اموی فرزندوں سے منسوب تھیں اور اموی صاحبزادیاں حسنی سادات کے ازدواج میں تھیں اگرچہ دونوں کے فیصد تناسب و توازن میں کافی فرق تھا۔

حسنی خانوادہ کی مانند حسینی خانوادہ نے بھی امویوں سے ازدواجی رشتے استوار کئے تھے۔ حضرت حسین شہید کی ایک شادی کا ذکر آچکا ہے جو اگرچہ نسبی لحاظ سے ثقفی خاندان میں ہوئی تھی تاہم ننھیالی رشتہ سے حضرت حسین معاویہ اموی کے بھانجے اور یزید اموی کے برادر نسبتی تھے۔[3] بعد میں حضرت حسین ہاشمی کے متعدد اخلاف و اولادوں کے رشتے بنی امیہ میں ہوئے تھے۔ زبیری نے حضرت شہید کے چار فرزندوں اور دو صاحبزادیوں کا ذکر کیا ہے جو مختلف بطون سے تھے۔[4] ابن حزم اندلسی کا بیان ہے کہ حضرت حسین کے کئی بیٹے تھے جن میں سے کچھ ان کے ساتھ میدان کربلا میں شہید ہوئے تھے اور باقی ان کی حیات ہی میں فوت ہو گئے۔ وہ زین العابدین علی بن حسین کے ماسوا جن سے حضرت حسینؓ کی نسل چلی بقیہ فرزندوں کے نام تک نہیں گناتے۔[5] بہر کیف یہ حقیقت ہے کہ ان صاحبزادوں میں سے کسی کی کوئی بھی شادی بنو امیہ میں نہیں ہوئی البتہ دختران حسین شہید میں سے سب کی کوئی

---

[1] زبیری ص ۱۰۱، غالباً ابن حزم اور زبیری کا بیان یکساں ہے ملاحظہ ہو جمہرہ ص ۱۰۰۔

[2] ایضاً [3] ملاحظہ فرمائیے مضمون ہذا کا آخری حصہ برہان مئی سنہ [4] [5] جمہرہ ص ۵۲۔

نہ کوئی شادی اموی خاندان کی کسی نہ کسی شاخ میں ضرور ہوئی، اسے حسن اتفاق کہئے یا ایک دلچسپ تاریخی حقیقت کہ حسینی خانوادہ کی پہلی پیڑھی کے بعض افراد نے امویوں سے رشتۂ ازدواج قائم کر لیا تھا جبکہ حسنی خانوادہ کے بنو امیہ سے تعلقاتِ ازدواج دوسری پیڑھی سے قائم ہونا شروع ہوئے تھے۔ اسلامی تاریخ کے سیاسی پس منظر میں خود حضرت حسین کی دختروں کا اس طرح اپنے والد محترم کے سیاسی حریفوں کے خاندان کے افراد سے ایسے نازک سماجی رشتے قائم کرنا بجائے خود اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عثمانؓ شہید کے بعد کی آویزش اور کربلا کا المیۂ عظیم دونوں خاندانوں کی قبائلی رقابت یا جماعتی عصبیت کا المناک نتیجہ نہیں تھا بلکہ یہ افراد کا سیاسی اختلاف تھا جو ان کے اپنے زمانے کے بعض ناخوشگوار تاریخی واقعات کا زائیدہ تھا۔ مؤرخین و ماہرین انساب کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت حسین کی بڑی صاحبزادی سکینہ نے جو اپنے زمانے کی شعر و ادب، حسن و جمال، آداب مجلسی و تہذیبی معیار اور علم و فضل کے لحاظ سے ایک ممتاز شخصیت تھیں یکے بعد دیگرے چھ مردوں سے شادی کی تھی[1]

---

[1] محمد بن حبیب بغدادی کتاب المحبر ص ۴۳۸ کے مطابق ان شادیوں کی تفصیل حسب ذیل ہے: ان کے شوہروں کے نام ترتیب وار مذکور ہیں۔

۱۔ عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب ہاشمی۔ — وفات پا گئے۔

۲۔ مصعب بن زبیر بن عوام اسدی۔ — قتل ہوئے سنہ ۶۳ھ ۶۸۳ء

۳۔ عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکم بن حزام اسدی۔ — وفات ہوگئی۔

۴۔ اصبغ بن عبدالعزیز بن مروان بن حکم اموی، — وفات ہوگئی سنہ ۸۶ھ ۷۰۵ء

۵۔ زید بن عمر بن عثمان بن عفان اموی۔ — وفات ہوگئی۔

۶۔ ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف زہری۔ — طلاق ہوگئی۔

لیکن سکینہ کی شادیوں کی یہ ترتیب اور بعض دوسری تفصیلات ابن سعد، زبیری، وغیرہ کے یہاں مختلف ہے جس کا ذکر آگے آرہا ہے وفیات الاعیان دوم قاہرہ ۱۹۴۸ء بقیہ صفحہ آئندہ پر

زبیری کے بیان سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ سکینہ کے پانچ شوہر بالترتیب مصعب بن زبیر اسدی، عبداللہ بن عثمان اسدی، زید بن عمرو عثمانی، ابراہیم بن عبدالرحمٰن زہری اور اصبغ بن عبدالعزیز مروانی اموی تھے لیکن وہ ان کے پہلے شوہر عبداللہ بن حسن حسنی کا ذکر نہیں کرتے[2] بلکہ وہ حضرت حسن کی اولاد میں کسی عبداللہ کا ذکر سرے ہی سے نہیں کرتے ہیں[3]۔ البتہ ابن حزم عبداللہ بن حسن کا ذکر تو کرتے ہیں اور یہ بھی مزید کہتے ہیں کہ وہ اپنے چچا حضرت حسین کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے تھے[4] تاہم ان کی سکینہ سے شادی کا ذکر نہیں کرتے بلکہ وہ حضرت حسین کی بیٹیوں میں سے کسی کا نام نہیں بتاتے[5]۔ بہرحال تاریخی واقعات سے محمد بن حبیب بغدادی کی ترتیب و تفصیل بالکل صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اس کے مطابق حضرت سکینہ کی پہلی شادی عبداللہ بن حسن حسنی سے ہوئی جو ۶۱ھ / ۶۸۰ء میں عبداللہ حسنی کی شہادت پر ختم ہو گئی اسکے بعد وہ مصعب بن زبیر کے نکاح میں آئیں لیکن وہ بھی زیادہ دنوں قائم نہ رہ سکی کیونکہ تیسرے سال ۷۲ھ / ۶۹۱ء میں مصعب قتل ہوئے[6]۔ ان کے بعد مصعب کے بھانجے عبداللہ بن عثمان اسدی سے ان کا رشتہ ہوا جس سے ان کے تین بچے حکیم اور عثمان دو لڑکے اور ربیحہ نامی ایک لڑکی پیدا ہوئی[7]۔ غالباً پہلے دونوں رشتوں سے ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ پھر ان کی چوتھی شادی اصبغ اموی سے ہوئی جو اموی خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز کے حقیقی بھائی تھے اور اپنے والد عبدالعزیز بن مروان اموی گورنر مصر کے ساتھ مصر میں رہتے تھے۔ ابن سعد، زبیری، اور ابن حزم

(بقیہ حاشیہ گزشتہ) ۱۸ ص ۳۴۳۔۱۰ میں ابن خلکان نے سکینہ کے اصل نام کے بارے میں کہا ہے کہ اس پر مؤرخین کا اختلاف ہے چنانچہ ان کے تین نام آمنہ، امینہ اور امیمہ بتائے گئے ہیں۔ سکینہ دراصل ان کا لقب تھا جو ان کی ماں رباب بنت امرئ القیس بن عدی نے دیا تھا۔

[1] زبیری ص ۵۹، [2] ایضاً ص ۵۲، ۴۰۔ [3] جمہرہ ص ۴۰۳۔ عبداللہ بن حسن کی نسل کسی بھی بیوی سے نہیں چلی۔ [4] ایضاً ص ۴۴،۴۱۔ [5] وہ صرف ان کے صاحبزادے زین العابدین اور ان کی نسل کے مردوں کا خاص طور پر ذکر کرتے ہیں [6] زبیری ص ۵۹۔ [7] ایضاً، ص ۵۹۔

کا اتفاق ہے کہ نکاح تو ہو گیا تھا مگر جب تک سکینہ ان کے ساتھ رہنے کے لئے مصر پہونچیں ان کا انتقال ہو چکا تھا[1] جبکہ ابن عساکر کا بیان ہے کہ اصبغ کے یہاں سکینہ ہاشمی حسینی کافی دنوں رہی تھیں اور ان سے ان کی اولاد بھی ہوئی تھی[2] یہاں تک کہ اصبغ اموی کا ۸۵ھ میں اپنے والد عبدالعزیز بن مروان اموی سے صرف بیس دن پہلے انتقال ہو گیا تھا[3]۔ ابن عساکر کی روایت زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اصبغ اموی کے انتقال کے کچھ دنوں بعد سکینہ حسینی کی پانچویں شادی حضرت عثمان بن عفان کے پوتے زید بن عمرو بن عثمان بن عفان اموی سے ہوئی تھی[4]۔ اغانی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سکینہ حسینی کافی مدت تک زید بن عمرو بن عثمان بن عفان اموی کے گھر میں رہیں کیونکہ ابوالفرج اصبہانی کا بیان ہے کہ کسی بات پر زید سکینہ سے ناراض ہو کر چلے گئے تھے اور غالباً وہ ان کو منا کر لے آئی تھیں[5]۔ اصبغ اموی سے ان کی شادی کے معاملہ میں جس طرح کی الجھن نظر آتی ہے اسی طرح زید بن عمرو اموی سے ان کے رشتۂ ازدواج پر روایات مختلف ہیں۔ بلاذری کا بیان ہے کہ زید نے سکینہ سے شادی تو کر لی تھی مگر خلیفۂ وقت سلیمان بن عبدالملک کے حکم سے ان کو جلد ہی طلاق دیدی تھی کیونکہ خلیفہ کا خیال تھا کہ سکینہ سے شادی بدشگونی ہے اور ان کے شوہر جلد مر جاتے ہیں[6]۔ دوسری طرف زبیری کا بیان ہے کہ سکینہ تا حیات شوہر زید بن عمرو بن عثمان کے گھر میں رہی تھیں اور ان کی وفات کے بعد ان کی وارث ہوئی تھیں[7]۔ اور یہی روایت

---

[1] زبیری ص ۵۹، ابن سعد ہشتم ص ۴۷۵، جمہرہ ص ۹۶، [2] ابن عساکر سوم ص ۸۰۳، کے مطابق اصبغ اموی کی سکینہ حسینی سے نسل چلی تھی۔ نیز اعلام اوّل ص ۳۳۲۔

[3] کتاب المحبر ص ۳۸۴، زبیری ص ۵۹، ابن سعد ہشتم ص ۴۷۵۔

[4] ابوالفرج اصبہانی، کتاب الاغانی، بیروت ۱۹۵۵ء سوم ص ۲۴۲۔

[5] بلاذری پنجم ص ۱۱۲، المعارف ص ۲۰۱، ۲۱۳۔

[6] زبیری ص ۵۹، اور ۱۲۰،

زیادہ صحیح ہے کیونکہ محمد بن حبیب بغدادی بھی اسی کی تائید کرتے ہیں[۱]۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سکینہ زید اموی کے ساتھ اپنے شوہروں میں سب سے زیادہ رہیں کیونکہ روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے چھٹے اور اب تک معلوم آخری شوہر ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف زہری سے ان کا نکاح ہی ہوا تھا اور اس کی تکمیل نہیں ہوئی تھی کہ خلیفۂ وقت ہشام بن عبدالملک نے (سنہ ۱۰۵ھ/۷۲۴ء تا سنہ ۱۲۵ھ/۷۴۳ء) ان میں جدائی کرادی تھی[۲]۔ غالباً اس کے کچھ برسوں بعد سکینہ نے سنہ ۱۱۷ھ/۷۳۵ء میں وفات پائی تھی۔ اور اس طرح اپنے زمانے کی ایک بوقلموں شخصیت دنیا سے اُٹھ گئی۔ سکینہ حسینی کی شادیوں اور شوہروں کی ترتیب میں مؤرخین میں چاہے جتنا اختلاف ہو یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ ان کی دو شادیاں بعد دیگرے دو امویوں سے ہوئیں۔ ایک عثمانی خانوادہ سے اور دوسری مروانی خاندان سے جو حکمران خاندان بھی تھا۔ اور اس اعتبار سے ان کی تمام شادیوں کی عام طور سے اور امویوں سے شادیوں کی خاص طور سے ایک اپنی سماجی و معاشرتی اہمیت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے ظاہر ہے کہ اس سے بنو ہاشم اور بنو امیہ کے تعلقات میں اور قربت ہوئی ہوگی۔

حضرت حسین شہید کی دوسری صاحبزادی فاطمہ بنت حسین کی پہلی شادی ان کے چچا زاد بھائی حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب ہاشمی سے بڑے رومانی انداز میں بقول زبیری ہوئی تھی[۳]۔ جن سے

۱۔ کتاب المحبر ص ۴۳۸، ۲۔ زبیری ص ۵۹ کتاب المحبر ص ۴۳۸ ۳۔ ابن سعد ہشتم ص ۴۷۵، طبری ہشتم ص ۱۰۷، الکامل پنجم ص ۱۹۵، نیز ملاحظہ ہو ابن ایاس ازدی، تاریخ الموصل مرتبہ علی حبیبہ قاہرہ ۱۹۶۷ء ص ۲۸، جن کا بیان ہے کہ اسی برس فاطمہ بنت علی اور ابو جعفر محمد بن علی بن حسین کی وفات بھی ہوئی تھی اور مؤخر الذکر کی عمر اس وقت ۷۳ برس کی تھی نیز ملاحظہ ہو اعلام سوم ص ۱۶۱۔

۴۔ زبیری ص ۵۱۔ بیان کرتے ہیں کہ جب حسن بن حسن حسنی نے حضرت حسین بن علی کو پیغام دیا تو انہوں نے فرمایا: بھتیجے! مجھے تم سے یہی امید لگی ہوئی تھی۔ میرے ساتھ آؤ وہ ان کو اپنے گھر لے گئے اور دونوں بیٹیوں فاطمہ اور سکینہ میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنے کو کہا (بقیہ ص آئندہ پر)

چار اولادیں ہوئیں[1]۔ پھر ان کی دوسری شادی حضرت عثمان بن عفان کے ایک پوتے عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان اموی سے ہوئی تھی، اور ان سے کئی اولادیں ہوئیں جن میں سے کم از کم دو کی نسل بھی چلی[2]۔ زبیری نے فاطمہ کی عبداللہ عثمانی اموی سے دوسری شادی کا واقعہ اور بھی زیادہ رومانی انداز سے بیان کیا ہے۔ یہ واقعہ مکمل طور سے بیان کرنے کے قابل ہے کیونکہ اس سے ایک محبت کرنے والے شوہر کی بوقت مرگ حسرتوں کا شمار ہی یاد نہیں آتا بلکہ اس زمانے کی سماجی فضا، معاشرتی ماحول اور تمدنی اقدار کا حساب بھی رکھا جاسکتا ہے۔ زبیری کہتے ہیں کہ جب فاطمہ بنت حسین کے پہلے شوہر حسن بن حسن حسنی کا انتقال ہونے لگا تو انہوں نے فاطمہ سے کہا کہ تم خوبصورت اور پسندیدہ عورت ہو۔ مجھے خدشہ ہے کہ جب میرا جنازہ جا رہا ہوگا تو عبداللہ بن عمرو عثمانی (جو اپنے حسن وجمال

لقیہ ص گذشتہ کا۔ حسن نے فاطمہ کو پسند کر لیا اور حضرت حسین نے ان سے ان کو بیاہ دیا۔ نیز ملاحظہ ہو آغانی جلد ۸ ص ۲۰۴، مقاتل الطالبین ص ۱۸۰۔

[1] زبیری ص ۱۱۴۔ کے بیان کے مطابق تین بیٹے عبداللہ بن حسن حسن بن حسن اور ابراہیم بن حسن ہوئے۔ جو عبداللہ بن عمرو عثمانی اموی کے تین اولادوں محمد اصغر، قاسم اور رقیہ کے ماں جائے بھائی بہن تھے۔ مگر ابن سعد ہشتم ص ۳۴۷ اور المعارف ص ۱۹۹ کے مطابق حسن بن حسن حسنی کے فاطمہ بنت حسین سے چار اولادیں ہوئی تھیں اور چوتھی ایک صاحبزادی تھیں جن کا نام زینب تھا۔

[2] زبیری ص ۵۲، ۵۱، ۵۹، اور ۱۱۳ کے مطابق تین اولادیں ہوئیں جن کا ذکر اوپر حوالہ ۲ میں آچکا۔ قاسم بن عبداللہ عثمانی کی اولاد نہیں ہوئی مگر باقی دونوں کی نسل چلی۔ محمد اصغر جو اپنے حسن کے سبب دیباج کے لقب سے مشہور تھے۔ حسنی خاندان کے ایک فرد کے خسر بنے تھے۔ رقیہ عثمانی کی شادی ہشام بن عبدالملک خلیفہ اموی سے ہوئی تھی، مگر ایک دختر کی ولادت کے دوران رقیہ کی وفات ہوگئی، ملاحظہ ہو زبیری ص ۱۱۵ ابن سعد ہشتم ۳۴۷، جمہرہ ۷۵، ۷۶،

کے سبب المطرف کہے جاتے تھے، اپنے بہترین لباس میں ملبوس اور اپنے حسن کی جلوہ سامانیوں کے ساتھ گھوڑے پر سوار لوگوں کے انبوہ کے پیچھے چل رہے ہوں گے وہ تمہارے سامنے پڑیں گے تو تم چاہے جس کسی سے شادی کرنا مگر ان سے نہ کرنا مجھے اپنے بعد دنیا میں تمہارے سوا اور کسی کی کوئی فکر نہیں[1]۔ فاطمہ نے اپنے قریب مرگ شوہر کو حلفیہ اطمینان دلایا کہ وہ عبداللہ بن عمرو عثمانی سے ہرگز ہرگز شادی نہیں کریں گی[2]۔ بعد وفات جب حسن حسنی کا جنازہ اٹھا تو عبداللہ بن عمرو عثمانی اسی حال دل ربا میں ملے۔ جس کا ذکر حسن مرحوم نے اپنے بستر مرگ پر کیا تھا۔ ان کی نگاہ فاطمہ کے ننگے سر اور کھلے چہرہ پر پڑی جو ماتم کر کے چہرہ پیٹ رہی تھیں۔ تو انہوں نے فاطمہ سے کہلا بھیجا مجھے تمہارے چہرہ پر رحم آرہا ہے تم بھی اس پر رحم کرو، فاطمہ نے ہاتھ چھوڑ دیے اور چہرہ ڈھانک لیا۔ عدت گذر جانے پر عبداللہ المطرف عثمانی نے فاطمہ کو پیغام دیا تو انہوں نے اپنی مرحوم شوہر سے کی گئی قسم کا ذکر کر کے عذر کیا۔ عبداللہ عثمانی نے حلف کا کفارہ ادا کر دیا اور فاطمہ نے ان سے شادی کر لی[3]۔ یہ رشتۂ ازدواج سنہ ۹۰ھ سنہ ۷۰۸ء میں ہوا تھا کیونکہ اسی سنہ میں حسن حسنی نے وفات پائی تھی[4]۔ مورخین کا بیان ہے کہ عبداللہ عثمانی سے شادی کے مسئلہ پر فاطمہ حسینی کے بھائیوں اور عم زادوں نے زبردست مخالفت کی تھی مگر انہوں نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی اور اپنے بیٹے عبداللہ بن حسن حسنی سے جو بالغ ہو چکے تھے ولی کے فرائض اور شادی کے لوازم ادا کروائے تھے[5]۔ قرائن یہی کہتے ہیں کہ اس وقت تک فاطمہ بنت حسین حسینی کی عمر کافی ہو چکی ہوگی اور وہ غالباً

---

[1] زبیری ص ۵۲، ۵۱، [2] اعلام دوم ص ۷۰۱۔ یہ ولید بن عبدالملک مروانی اموی کے عہد خلافت کا واقعہ ہے۔ [3] ابن سعد ہشتم ص ۳۴۷، بلاذری پنجم ص ۱۰۹۔ ابن ایاس ازدی ص ۱۸۰، نیز ملاحظہ ہو ابوالحسن علی المسعودی کتاب التنبیہ والاشراف، مرتبہ عبداللہ اسماعیل صاوی قاہرہ ۱۹۳۸ء ص ۲۵۵۔ [4] زبیری ص ۵۲ کا بیان ہے کہ عبداللہ بن حسن کہا کرتے تھے۔ مجھے عبداللہ بن عمرو سے زیادہ کسی سے بغض نہیں مگر ان کے بیٹے محمد سے زیادہ کوئی عزیز نہیں۔

چالیس سے اوپر ہی ہو گی۔ یہ رشتہ بہر کیف اموی خلیفہ یزید بن عبد الملک (عہد خلافت ۱۰۱ھ/۷۲۰ء تا ۱۰۵ھ/۷۲۴ء) کے عہد تک غالباً قائم رہا تھا کیونکہ ابن سعد کی ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یزید بن عبدالملک کے زمانہ میں پھر بیوہ ہو گئی تھیں اور مدینہ کے گورنر عبدالرحمٰن بن ضحاک فہری نے ان کو شادی کا پیغام دیا تھا۔ جسے انہوں نے ٹھکرا دیا تھا عبدالرحمٰن نے اس سلسلہ میں زور زبردستی سے کام لینا چاہا تو خلیفۂ وقت نے نہ صرف مداخلت کی بلکہ اپنے گورنر کو اپنی ایک حسینی عزیز کی خاطر بڑی عبرتناک سزا دی تھی[2] جو ہماری کسی اور گفتگو کا موضوع ہو گا۔

---

[1] زبیری کا بیان ہے کہ فاطمہ کی شادی ان کے والد محترم حضرت حسین نے کی تھی تو اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ انہوں نے یہ عقد اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام (۶۱ھ/۶۸۰ء) میں کیا تھا تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ حضرت حسن کے ساتھ لگ بھگ تیس برس رہی تھیں۔ اور پہلی شادی کے وقت ان کی عمر بعض دس سال بھی مان لی جائے تو وہ چالیس سال کی رہی ہوں گی اپنی دوسری شادی کے وقت۔ پھر یہ امر کہ ان کے بیٹے عبداللہ بن حسن ان کے والی بنے تھے اس کا مزید ثبوت ہے کہ وہ کافی عمر دراز ہو چکی تھیں۔ [2] ابن سعد ہشتم ص ۳۴۷-۳۴۸۔